([illegible]) اور دورِ حاضر کے ایرانی محقق ادبیات ڈاکٹر رضا زادہ شفق[1] وغیرہ نے ۹۳۹ھ / ۱۵۳۲-۳۳ء ہی کو صحیح تسلیم کیا ہے۔

پروفیسر براؤن (Browne) "مجمع الفصحاء" (مصنفہ رضا قلی خاں ہدایت متوفی ۱۲۸۸ھ / ۱۸۷۱ء) جلد دوم صفحہ ۵ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ہلالی کو خراسان والے شیعہ اور اہلِ عراق سنی سمجھتے تھے۔[2] پھر چند سطروں کے بعد صاحب "ہفت اقلیم" (مصنفہ امین احمد رازی متوفی گیارھویں صدی ہجری) کی رائے ذکر کرتے ہیں کہ اس کے قتل کا باعث عقیدۂ شیعیت نہیں بلکہ ازبکوں کے دربار میں دو زبردست حریفوں (بقائی اور شمس الدین کوہستانی) کی سازش تھی۔[3] لیکن پروفیسر موصوف کا خیال ہے کہ ہلالی کا رجحان شیعیت کی طرف زیادہ تھا جس کے ثبوت میں ہلالی کے اشعار ذیل نقل کرتے ہیں:-

"محمد عربی آبروی ہر دو سرا است — کسی کہ خاک درش نیست خاک بر سرِ او
شنیدہ ام کہ تکلم نمود ہمچو مسیح — بدیں حدیثِ لبِ لعل روح پرورِ او
کہ من مدینۂ علمم علی دراست مرا — عجب خجستہ حدیث است من سگِ درِ او"[4]

لیکن اس سے زیادہ واضح ہلالی کی شیعیت پر خود اس کا وہ شعر گواہ ہے جو اس نے "شاہ و درویش" میں مناقبِ علیؓ کے سلسلے میں کہا ہے:

"دریائے سرمد است علی — جانشینِ محمدؐ است علی"

ظاہر ہے کہ یہ خیال کوئی سنی شخص کبھی نہیں کرسکتا۔ لیکن دورِ حاضر میں ایران کے چند اصحابِ علم نے ایک نیا انکشاف کیا ہے:

تحقیقاً نمی تواند گفت کہ ہلالی پیرو کدامیک از طرقِ تشیّع و یا تسنّن بود چناں می نماید کہ بمقتضای زمان بایں خود آں سو متمایل می شدہ است[5]

---

[1] مصنف "تاریخ ادبیات ایران" [2] ... of Persia, V. 4 ... P. 234 [3] ایضاً P. 235 [4] ایضاً: P. 239 [5] دائرۃ المعارف ...